

جو درازی میں اپنی مثال آپ  
ہوتی ہیں تو میرے لیے اس دنیا  
میں رہنے کا اندازہ ممکن ہی نہیں  
یہ معاملہ حساب میں آ ہی نہیں سکتا  
اور کوئی وقت معین ہو ہی نہیں  
سکتا۔

اس شعر میں مرزا نے شہلے  
ہجر کی درازی کا مصنوع بالکل  
اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔  
اس سلسلے میں دو شعر پیش  
کیے جاتے ہیں جنہیں مرزا کے  
اس شعر کا آخذ قرار دیا جاتا  
ہے۔ اول امیر خسرو کا شعر:  
زہے عمر دراز عاشقاں گر  
شب بجزاں حساب عمر گیرند  
یعنی واہ عاشقوں کی عمر  
کتنی دراز ہے، بشرطیکہ ہجر کی راتیں  
بھی عمر میں شمار کی جائیں۔

دوم کمال اصفہانی کا شعر:

زخضر عمر فزوں است عشق بازاں را

اگر ز عمر شمارند روز بجزاں را

عاشقوں کی عمر خضر سے بھی بڑھ جائے، اگر وہ ہجر کے دنوں کو بھی عمر میں شمار

کر لیں۔

میں اور حظ وصل؛ خدا ساز بات ہے  
جاں نذر دینی بھول گیا۔ اضطراب میں  
ہے تیوری چڑھی ہوئی، اندر نقاب کے  
ہے اک شکن پڑی ہوئی، طرف نقاب میں

لاکھوں لگاؤ، ایک چرا نا نگاہ کا  
لاکھوں بناؤ، ایک بگڑنا عتاب میں  
وہ نالہ، دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے  
جس نالے سے شکاف پڑے آفتاب میں  
وہ سحر، مدعا طلبی میں نہ کام آئے  
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سرب میں  
غالب چھٹی شراب، پر اب بھی کبھی کبھی  
پتیا ہوں روز ابرو شب ماہتاب میں